

خاندانی نظام میں تربیتِ اخلاق۔ سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں

☆ ڈاکٹر محمد ارشد

☆☆ سدرہ فردوس

Abstract

Family is the only institution where the nations are built. Basic moral values are also taught by the family. Manners, ethics and moral values has great importance in islam. That's why Hazrat Muhammad (PBUH) was sent to uphold and uplift ethical values. Being the role model for humanity in all affairs, seerah of Muhammad (PBUH) also provides guidance how to teach ethics and moral values in a family system. This paper will highlight the Prophetic method of teaching ethics and moral values in a family setup.

Key words: Family, Ethics, Training, Wisdom,

عصر حاضر جہاں اپنے دامن میں بے مثال کامیابیوں کی داستان سمیٹے ہوئے ہے۔ وہیں بے شمار مسائل اور چیلنجز کا بھی سامنا ہے۔ تیز ترین ترقی نے انسان کو مادیت پرستی کی طرف راغب کر دیا ہے۔ خاندانی اور اخلاقی اقدار زوال پذیری کا شکار ہو رہی ہیں۔ انسان جسم اور روح کا مرکب ہے۔ سائنس و ٹیکنالوجی اس کی مادی ضروریات تو پوری کرنے پر قادر ہے لیکن اس کی روحانی حاجات کی تسکین سے عاجز ہے۔ کیونکہ جہاں عقل کی حدود ختم ہوتی ہیں وہیں سے روح کا سفر شروع ہوتا ہے اور روح کی تسکین کا سامان تو صرف اور صرف آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ میں پوشیدہ ہے۔

معاشرت پسندی انسان کے خمیر میں ہے۔ ہر دور کے انسان نے اجتماعی زندگی کو پسند کیا ہے۔ اور اس کی اجتماعی عمرانیاتی زندگی کی بنیادی اکائی خاندان ہے۔ جو زوجین کے معاہدہ نکاح کی صورت میں وجود میں آتا ہے۔ خاندان وہ معاشرتی ادارہ ہے جو قوموں کی تعمیر کرتا ہے۔ افراد کی شخصیت کی تعمیر، کردار سازی یہیں کی جاتی ہے۔ شخصیت کی تعمیر اور کردار سازی اخلاقی تربیت کے بغیر ادھوری ہے۔ اخلاق خوشنما برگ و بار کی مانند ہے کہ جس کی عدم موجودگی انسانی شخصیت کو بے رنگ اور بد نما اور عیب دار کر دیتی ہے۔ اخلاق انسانی جسم میں لہو کی مانند ہے۔ جیسے انسان کے اخلاق ہوں گے ویسے ہی اس کے اعمال ہوں گے۔ اخلاق کی تربیت راتوں رات نہیں ہو جاتی بلکہ تربیت اخلاق کا عمل تو بچے کی پیدائش سے ہی شروع ہو جاتا ہے اور یہ اس کی

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ عربی اور علوم اسلامیہ، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

☆☆ ایم ایس سکالر، علوم اسلامیہ، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

نشوونما کے ساتھ ساتھ جاری رہتا ہے اور اس کی ذات اس کی فطرت کا غیر محسوس انداز میں حصہ بن جاتا ہے۔ اس کے اعمال اس کے افعال کا ظہور اسی فطرت کے تحت ہوتا ہے۔

انسانی زندگی کی ابتداء خاندان میں ہوتی ہے، جہاں خاندان بچے کی باقی کی ضروریات کی تسکین کا پابند ہوتا ہے وہیں بچے کی روحانی حاجات اور اس کی تربیت بھی خاندان کے فرائض میں شامل ہے۔ عربی میں خاندان کو عائد کہتے ہیں۔ اس کا مادہ 'ع' ول ہے۔ خاندان عام طور پر زوج زوجہ اور اولاد پر مشتمل ہوتا ہے۔ جیسا کہ آکسفورڈ انڈر نرز ڈکشنری میں بھی خاندان کی یہی تعریف کی گئی ہے۔

Family: Group of parents and children, All those who persons decended from common ancestors, group of living things or of language with comon Characteristics and a common source.¹

الموسوعہ فقہیہ میں ہے:

والاسرة: عشيرة الرجل وأهل بيته² "آدمی کے خاندان اور اس کے گھر والوں کو اسرة کہتے ہیں"

اسی طرح تاج العروس میں بھی خاندان کی یہی تعریف بیان کی گئی ہے:

الاسرة اقارب الرجل من قبل ابيه³ "آدمی کے اس کے باپ کی طرف سے رشتہ داروں کو اسرة کہتے ہیں"

قرآن مجید کی رو سے مرد کو سربراہ خاندان کی حیثیت حاصل ہے۔ عربی میں اسے "عیال الرجل" کہا جاتا ہے۔

وعیال الرجل وعيله الذین یتکفل بهم⁴

"آدمی کے عیال سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی وہ کفالت کرتا ہے"

وقیل قام بما یحاجون الیه من قوت وکسوة وغیرھا۔⁵

اور بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھانے پینے اور لباس کے لیے اس کے محتاج ہوتے ہیں"

لہذا خاندان سے مراد وہ افراد ہیں جو باہم قرابت داری کے رشتہ سے منسلک ہوں۔ ایک دوسرے کے ساتھ شوہر اور بیوی، ماں اور باپ، بیٹے اور بیٹی، بہن اور بھائی کے رشتوں سے باہم مربوط ہونے کی حیثیت سے عموماً ایک چھت تلے زندگی بسر کر رہے ہوں۔ اصل موضوع کی طرف آنے سے پیشتر لفظ اخلاق کا لغوی واصطلاحی مفہوم مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

اخلاق کا لغوی واصطلاحی مفہوم

اخلاق عربی زبان کا لفظ ہے اور جس کا مادہ خ-ل-ق ہے۔ اور یہ خُلُق کی جمع ہے۔ اور خُلُق کا مطلب ہے عادت، طبیعت مروت اور خصلت جیسا کہ مفردات القرآن میں بھی یہی معنی بیان ہوئے ہیں۔ "و خص الخلق بالقوى والسجايا المدركة بالبصرة۔" ⁶ خلق کا لفظ عادت اور خصلت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور محاسن خلق کا احساس بصیرت سے ہوتا ہے۔ تاج العروس میں ہے: الخلیقة: الطبیعة یخلق بها الانسان۔ ⁷ خلیقہ کی جمع خلایق ہے اس کا معنی طبیعت ہے جس پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ امام جرجانی نے اخلاق کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی ہے۔

الخلق : عبارة عن هيئة للنفس راسخة تصدر عنها الافعال بسهولة۔ ⁸

"خلق یا اخلاق نفس کی اس پختہ حالت کا نام ہے جس سے اچھے یا برے افعال بغیر غور و فکر کے سرزد ہوں"

علامہ زبیدی نے لکھا ہے: الخلق: السجية "اخلاق طبیعت میں راسخ کیفیت کا نام ہے" ⁹

ابن درید کے نزدیک اخلاق فطرت، عادات اور خصائل کا نام ہے۔ وہ لکھتے ہیں: الخلق: الطبیعة، والخلقية، والسلیقة۔ ¹⁰

ہم کہہ سکتے ہیں کہ اخلاق سے مراد فطرت، عادات اور وہ خصلتیں ہیں جو انسان کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہوں، اور بغیر کسی غور و فکر کے انسان سے صادر ہوتی ہوں۔

خاندان کی اخلاقی تربیت اور اسوہ حسنہ

خاتم النبیین ﷺ کی سیرت طیبہ زندگی کی بوقلمونیوں کا عجب حسین و جمیل مرقع ہے، جس کی شان جامعیت کا عالم تو یہ ہے کہ چودہ سو سالوں میں اس کے ہر پہلو پر، ہر زمانے میں، دنیا کی ہر زبان میں کئی ضخیم کتب لکھی گئیں لیکن پھر بھی سیرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسرار ختم نہ ہوئے۔ یوں تو یہ آپ ﷺ کی تربیت ہی تھی کہ عرب کہ بدو دنیا کی تہذیب یافتہ اور متمدن قوم بن گئی۔ مسجد کے منبر سے لے کر سیاست کی مسند تک، معیشت کے بازاروں سے لے کر معاشرہ اور خاندان تک آپ ﷺ نے زندگی کے ہر پہلو پر کامل راہنمائی فرمائی۔ اور یہ اصول اس قدر جامع ہیں کہ ان سے بہتر اور کوئی ضابطہ حیات ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر میدان کی طرح آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کی نہ صرف اخلاقی تربیت کی بلکہ اخلاق حسنہ کا عملی مظاہرہ بھی کر کے دکھایا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ الاکلک راع و کلکم مسؤول عن رعیت۔ ¹¹ فرما کر جہاں دیگر معاملات میں سربراہ خاندان کو ذمہ دار ٹھہرایا وہیں خاندان کی اخلاقی تربیت بھی سربراہ خاندان پر لازم قرار دی۔ اگرچہ آپ ﷺ نے اخلاق حسنہ کو فروغ دینے کے لیے جامع ہدایات فرمائیں جن پر اگر سرسری بحث بھی کی جائے تو اچھا خاصا ضخیم مقالہ بن جائے۔ لیکن اس مختصر مقالہ میں خاندان کی تربیت اخلاق کے نبوی ﷺ منہج پر بات کی جائے گی۔ اور آپ ﷺ کی خانگی زندگی کے اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے

خاندان کی اخلاقی تربیت کے لیے راہنما اصول مرتب کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ سیرت النبی ﷺ کا بغور مطالعہ کرنے سے خاندانی نظام میں تربیتِ اخلاق کے پانچ مراحل سامنے آتے ہیں۔

- ایک سربراہ خاندان خود بھی عمدہ اخلاق کا حامل ہو۔
 - دوسرا اہل خانہ کے ساتھ اخلاقِ حسنہ کا عملی مظاہرہ
 - تیسرا گھر کی فضا میں محبت، الفت، اعتماد اور دوستی کی فضا کا ہونا
 - چوتھا جہاں لازم ہو بیوی کی مناسب انداز میں اصلاح کرنا
 - پانچواں مرحلہ یہ کہ زوجین کا باہم مل کر نسل نو کی تعمیرِ اخلاق کے لیے تگ و دو کرنا۔
- اب ان پانچوں مراحل کا سیرت طیبہ کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے۔
- ۱۔ سربراہ خاندان خود بھی عمدہ اخلاق کا حامل ہو:

سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سربراہ خاندان کو خود بہترین اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اخلاقی لحاظ سے خود وہ رول ماڈل ہو۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ اخلاقِ حسنہ کا پیکر تھے۔ آپ ﷺ نے اخلاقِ حسنہ کو اپنے عملی قالب میں ڈھال کر دکھایا۔ حضرت عائشہ سے جب آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ فرماتے: "کَلَّیْ خُلُفَہُ الْقُرَآءُ" ¹² اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ ﷺ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللہم احسن خلقی فاحسن خلقی۔ ¹³ اے اللہ جس طرح تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے اسی طرح میری سیرت بھی اچھی کر دے۔

یہ اس پاک ہستی کی دعا ہے جس کے اخلاق کا یہ عالم ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے اخلاق کی گواہی ان الفاظ کے ساتھ دی ہے:

وَأَنَّكَ لَعَلَى خُلُقِي عَظِيمٌ۔ ¹⁴ "اور بیشک آپ بلند اخلاق پر فائز ہیں"

اس سے ثابت ہوا کہ سربراہ خاندان نہ صرف اخلاقِ حسنہ کا حامل ہو بلکہ اس کے ساتھ ساتھ خود کے اخلاق بہتر سے بہتر کرنے کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔ تاکہ اس کے قول اور فعل کی یکسانیت افرادِ خانہ کے لیے ایک مؤثر محرک ثابت ہو۔ اور اخلاقِ حسنہ کو اپنانا ان کے لیے دشوار نہ ہو۔

۲۔ اہل خانہ کے ساتھ اخلاقِ حسنہ کا عملی مظاہرہ

خاندان کی اخلاقی تربیت کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ اہل خانہ کے ساتھ بہترین اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے۔ کیونکہ انسان کا عمل اس کے قول سے زیادہ تاثیر رکھتا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا والطفهم باہلہ۔¹⁵ مومنوں میں ایمان کے اعتبار سے کامل تر وہ شخص ہے جو ان میں اخلاق کے اعتبار سے بہتر اور اپنے اہل سے زیادہ نرم خو ہے۔ مزید فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي۔¹⁶ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہے اور میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔

حضور ﷺ کی پوری زندگی اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن معاشرت، عمدہ اخلاق اور محبت و ایثار سے بسر ہوئی۔ ازواج مطہرات کے ساتھ آپ ﷺ کا انتہائی درجے کے لطف و اخلاق سے پیش آنا حضرت فاطمہؓ، اور حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ کے ساتھ نہایت محبت و اکرام کا برتاؤ کرنا کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ نیز خوش اخلاقی، صلہ رحمی، فیاضی سخاوت، نرمی، زہد و قناعت، صبر و شکر کے عملی مظاہر آپ ﷺ کی خاکی زندگی میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ جن کا ایک مقصد اہل خانہ کی اخلاقی تربیت بھی تھا۔

۳۔ گھر میں محبت، الفت، اعتماد اور دوستی کی فضا کا ہونا

تہذیب اخلاق کے لیے باہمی الفت و محبت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ محبت ہی اخلاق کی آبیاری کے لیے سازگار ماحول فراہم کرتی ہے۔ محبت ذریعہ ہم آہنگی ہے، افراد خانہ کے درمیان عزت و احترام کے جذبات پیدا کرتی ہے۔ اور عزت و احترام سے ہی رشتوں کا تقدس بحال رہتا ہے ایک دوسرے کی بات سننے اور سمجھنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر زوجین کے درمیان الفت و محبت ہی مفقود ہو، وہ ہر وقت ایک دوسرے سے بیزار ہوں۔ تو اس ماحول میں وہ اولاد کو کیا اخلاق سکھائیں گے اور کیا ان کی تربیت کا حق ادا کر سکیں گے۔

اگر ہم آنحضور ﷺ کی خاکی زندگی پر نظر دوڑائیں تو یہ الفت و محبت گھر کے کونے کونے میں رچی بسی نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ کے عقد میں متعدد ازواج تھیں عمر، ذہن اور مزاج کا اختلاف اپنی جگہ لیکن محبت و الفت نہ صرف زوجین میں نظر آتی ہے بلکہ یہ محبت باہم ازواج میں بھی تھی۔ آپ ﷺ اہل خانہ کے ساتھ گھل مل جاتے تھے، گھر یلو کام کاج میں ازواج کا ہاتھ بھی بٹاتے، کبھی گھر میں آنا گوندھ دیتے، جیسا کہ ایک بار حضرت عائشہ سے چولہے کی آگ نہیں جل رہی تھی، تو حضور ﷺ نے حضرت عائشہ کو ایک طرف کر کے خود آگ جلا کر دی، اس حالت میں کہ گیلی لکڑیوں کا دھواں آپ ﷺ کے چہرہ انور پر پھیل رہا تھا۔

حضرت عائشہ کم سن تھیں ان کی سہیلیاں ان سے کھیلنے بلا جھجھک آیا کرتی تھیں۔ اور آپ ﷺ انہیں منع نہ فرماتے۔¹⁷ اسی طرح ایک بار عید کا دن تھا، گھر میں کچھ بچیاں آئی ہوئی تھیں وہ مل کر خوشی کے گیت گانے لگیں، آپ ﷺ منہ پر کپڑا ڈالے لیٹے ہوئے تھے اتنے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ تشریف لائے اور انہیں منع کرنے لگے لیکن آنحضور ﷺ نے آپ کو یہ کہہ کر منع فرمادیا کہ "آج ان کی عید کا دن ہے۔"

یہ تمام واقعات ہمارے سامنے خانگی زندگی کا ایسا نقشہ کھینچتے ہیں جس میں محبت الفت تو ہے ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر فرد کو اپنی زندگی جینے کے لیے مناسب آزادی بھی ہے، جس میں نہ بلا وجہ کی روک ٹوک ہے نہ بے جا مداخلت، نہ ہی سختی کا عنصر ہے نہ ہی رعب و دبدبے اور خوف کا ماحول۔ اور ایسا ہی ماحول افراد کی صحت مند اخلاقی ذہنی اور روحانی تربیت کے لیے سازگار ہوتا ہے۔

۴۔ جہاں لازم ہو بیوی کی مناسب انداز میں اصلاح کرنا

اگرچہ آپ ﷺ کے اہل خانہ دنیا کی انتہائی معتبر اور پاکیزہ ہستیاں تھیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی ﷺ کی مصاحبت کے لیے چن لیا تھا۔ لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے ان کی اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی، اور وقتاً فوقتاً ان کی احسن انداز میں اصلاح بھی کی۔ اس حوالے سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے مختلف واقعات ملتے ہیں۔ ان واقعات کے پس منظر میں آپ ﷺ کا حکیمانہ اسلوب تربیت لائق غور ہے۔

گفتگو انسانی شخصیت کا آئینہ ہوتی ہے۔ اور کمال یہ ہے کہ انسان دوست ہو یا دشمن بڑا ہو یا چھوٹا سب سے خوش اخلاقی سے پیش آئے تہذیب کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ آپ ﷺ اپنے اہل خانہ کو خوش خلقی کی تربیت نہایت دلنشین انداز میں دیتے ہیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا "اپنے کنبے کا برا شخص ہے۔" جب وہ اندر آگیا تو رسول ﷺ اس سے کشادہ دلی سے ملے اور اس سے باتیں کیں، جب وہ نکل کر چلا گیا تو میں نے عرض کیا! اللہ کے رسول! جب اس نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے کنبے کا برا شخص ہے، اور جب وہ اندر آگیا تو آپ کشادہ دلی سے ملے "آپ ﷺ نے فرمایا "عائشہ اللہ کو فحش گواہ اور منہ پھٹ شخص پسند نہیں۔"¹⁸

مزید فرمایا: عائشہ لوگوں میں سب سے بدترین لوگ وہ ہیں جن کا احترام اور تکریم ان کی زبانوں سے بچنے کے لیے کیا جائے۔¹⁹ یہ وہ طریقہ تربیت کہ ایک طرف تو آپ اپنے اہل خانہ کو متعلقہ شخص کی برائی سے آگاہ کر رہے ہیں۔ مباد آپ ﷺ کے خوش اخلاقی سے پیش آنے کی بنا پر کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر اس کی برائی سے غافل نہ رہیں اور دوسری طرف یہ سمجھا رہے ہیں کہ کسی کی برائی دیکھتے ہوئے خود برائی پر اتر آنا درست نہیں بلکہ ایسے حالات میں بھی خوش اخلاقی کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

پھر اسی طرح نرمی اپنانے کی تلقین کا انداز کتنا خوبصورت ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں چند یہودی آئے اور بجائے السلام علیک کے (تم پر سلامتی ہو) زبان دبا کر السام علیک (تم کو موت آئے) کہا آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کے جواب میں صرف وعلیکم (اور تم پر) فرمایا حضرت عائشہؓ سن رہی تھیں وہ ضبط نہ کر سکیں، بولیں، علیکم السام واللّٰعنة (تم پر موت اور لعنت) آپؐ نے فرمایا: یا عائشہ ان الله يحب والفرق في الامر كله۔²⁰

لیکن کچھ مواقع ایسے بھی ہیں جن میں نرمی اپنانے سے گریز کرنا چاہیے جیسا کہ نامحرم سے بات کرتے ہوئے زیادہ نرم لہجہ اختیار کرنے کی ممانعت ہے۔

يُنْسَاءُ النَّبِيَّ لَسْتُكَ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنْ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْلَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا²¹

"اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم پر ہیزگاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو"

خوش خلقی کے اس برتاؤ کی تعلیم کا دائرہ کار صرف انسانوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ جب ایک بار حضرت عائشہ کا اونٹ دوران سفر تیزی کرنے لگا تو دستور زمانہ کے مطابق حضرت عائشہ کے منہ سے فقرہ لعنت نکل گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کو واپس کر دو ملعون چیز ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔²² گویا کہ یہ تلقین تھی کہ جانور تک کو برا نہیں کہنا چاہیے۔

آپ ﷺ کی تربیت کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ نام لیے بغیر غیر محسوس انداز حکیمانہ بصیرت کے ساتھ اصلاح فرما دیا کرتے تھے لیکن اگر کبھی کوئی بات زیادہ سنگین ہوتی تو اس پر خفگی کا اظہار بھی فرماتے حضرت صفیہؓ کسی قدر پست قد تھیں۔ ایک دن حضرت عائشہ نے کہا ”یا رسول اللہ! بس کیجئے صفیہ تو اتنی ہیں“۔ آپ نے فرمایا ”عائشہ تم نے ایسی بات کہی کہ اگر وہ سمندر کے پانی میں گھول دی جائے تو وہ اس پر بھی غالب آجائے“ یعنی یہ غیبت ایسی تلخ بات ہے کہ سمندر کے پانی میں ملا دی جائے تو کل پانی بد مزہ ہو جائے۔ عرض کیا ”یا رسول اللہ! میں نے تو ایک شخص کی نسبت واقعہ بیان کیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ ”اگر مجھ کو اتنا اور اتنا بھی دیا جائے تو بھی یہ بیان نہ کروں“۔ یعنی مجھ کو کسی قدر بھی لالچ دلائی جائے تو میں ایسی بات کسی کے متعلق نہ کہوں۔²³

پھر آپ ﷺ نہ صرف اخلاق حسنہ کی تربیت کرتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کی تربیت کا ایک خوبصورت پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اخلاقی حوالے سے اپنا دفاع احسن انداز میں کرنا بھی سکھاتے ہیں۔ جیسا کہ ایک بار سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا جو ایک یہودی حبی بنت اخطب کی بیٹی ہیں اور آپ ﷺ کی بیوی بھی ہیں، جنگ خیبر کے موقع پر آپ ﷺ نے ان سے شادی

فرمائی۔ انکے کمرے میں آپ ﷺ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ زار و قطار رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ صفیہ کیوں رو رہی ہو؟ کہا کہ زینب جو آپ کی بیوی ہیں وہ کہہ رہی تھیں کہ ہمارا تعلق نبی کریم ﷺ سے نسبی ہے، لہذا فضیلت میں ہم تم سے بڑھ کر ہیں۔ تم فضیلت میں ہمارے برابر نہیں ہو سکتیں اور ہم سے بڑھ نہیں سکتیں۔ فوراً نبی کریم ﷺ نے ان سے یہ کہا کہ: ارے! تم نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ تم مجھ سے فضیلت میں کیسے بڑھ کر ہو سکتی ہو جبکہ میرا باپ ہارون اور میرے چچا موسیٰ اور میرے شوہر حضرت محمد ﷺ ہیں۔²⁴

آپ ﷺ نے کس خوش اسلوبی سے معاملہ نمٹا دیا کہ دلوں میں کدورت بھی نہ رہی اور ملال بھی جاتا رہا۔ کہ بجائے دل جلانے کہ بہترین طریقہ سے دفاع کرنے کی بھی تعلیم دے دی۔

پھر آپ ﷺ اپنے اہل خانہ کو صلہ رحمی کی ترغیب دیتے بھی نظر آتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا "صلہ رحمی عرش کے ساتھ لٹکائی ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ جس نے مجھے جوڑا اللہ اسے جوڑے گا اور جس نے مجھے توڑا اللہ اس سے دور ہوگا۔"²⁵

ایک بار حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی آزاد کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نے اس لونڈی کو آزاد کرنے کے بجائے اپنی بہن کو دیدیتیں اور تمہاری بہن اس سے فائدہ اٹھائیں تو تمہارا اجر بڑھ جاتا۔²⁶

اسی طرح آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو قربانی کا گوشت بھجواتے۔²⁷

آنحضور ﷺ کی اخلاقی تربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ "بنی زہرہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضرت عائشہ بہت اچھی طرح پیش آتی تھیں کیونکہ ان لوگوں کی آنحضور ﷺ سے قربت تھی۔"²⁸

کہا جاتا ہے کہ عورت اور قناعت ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے لیکن آنحضور ﷺ کے اہل خانہ میں زہد و قناعت کے اوصاف بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔ حالانکہ آپ ﷺ کی اکثر ازواج بڑے گھرانوں سے تھیں نہایت ناز و نعم میں پلی بڑھیں تھیں لیکن یہ آپ ﷺ کی محبت اور تربیت کا اعجاز تھا کہ دنیاوی مال و مطاع کی حرص سے بے نیاز تھیں آنحضور ﷺ خود بہت فیاض تھے تو ازواج مطہرات بھی آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جو بھی ان کے پاس ہوتا جمع کرنے بھی بجائے راہ خدا میں خرچ کر دیا کرتیں اور خود گھر کے حالات یہ تھے کہ کئی کئی روز آپ ﷺ کے گھر کا چولہا نہ جلتا تھا، آپ ﷺ کے اہل خانہ کی خوراک پانی اور کھجوروں پر ہی مشتمل رہتی۔ آپ ﷺ کے گھر والے مسلسل کئی راتیں فاقہ کشی میں گزار دیتے کیونکہ گھر میں شام کو کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی تھی۔ ازواج مطہرات کے حجرے دس دس بارہ بارہ فٹ کے تھے جن میں سے بعض کی دیواریں کچی تھیں اور بعض کے لیے اوپر ٹہنیاں ڈال کر لپائی کر دی گئی تھی اور کھجور کی شاخوں کی چھتیں تھیں۔ اونچائی اتنی کہ کھڑے ہو کر ہاتھ بآسانی چھت تک جا پہنچتا۔²⁹ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں چالیس چالیس راتیں گزر جاتیں اور گھر میں چراغ نہ جلتا تھا، کبھی تین دن لگاتار

ایسے نہیں گزرے کہ خاندان نبوت نے سیر ہو کر کھایا ہو۔³⁰ مزید فرماتی ہیں کہ "پورا مہینہ گزر جاتا تھا ہم چولہے میں آگ نہیں جلاتے تھے صرف کھجور اور پانی پر ہماری گزراوقات ہوتی تھی۔"³¹

ازواج مطہرات ان حالات میں بھی نہایت صبر و شکر کے ساتھ گزارہ کرتیں اور آپ ﷺ کی رفاقت کو دنیا و مافیہا سے بہتر خیال کرتیں، جیسا کہ ایک بار ازواج مطہرات نے بشری تقاضوں کے پیش نظر نفقہ میں اضافہ کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے انہیں دنیا یا آخرت میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی پیشکش کی اور تمام ازواج مطہرات نے آخرت کو ہی پسند کیا۔³²

لیکن ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ موجودہ خواتین کی طرح امہات المؤمنین میں مال و مطاع کی حرص نہ تھی اور وہ مال کو جمع کرنے یا رکھنے کی قائل بھی نہیں تھیں۔ فیاضی اور سخاوت کی صفت ان میں عروج پر تھی۔ ان کے یہاں کہیں سے کوئی ہدیہ یا تحفہ آتا تو وہ اسے اسی وقت ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتی تھیں۔

موطا امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دن روزے سے تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا، اتنے میں ایک سائلہ نے آواز دی، انہوں نے باندی کو حکم فرمایا کہ روٹی سائلہ کو دے دے، باندی نے کہا: شام کو افطار کس چیز سے کریں گی؟ ام المؤمنین نے فرمایا: تم یہ اسے دو، شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت ہدیہ بھیج دیا۔ باندی سے فرمایا: دیکھو! اللہ نے روٹی سے بہتر چیز بھیج دی ہے۔³³

ایک بار حضرت عائشہؓ کو ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس قدر فیاضی و سخاوت پر ٹوکا تو وہ ان سے سخت خفا ہوئیں اور ان سے بات نہ کرنے کی قسم کھالی۔³⁴

حضرت زینب بنت خزیمہ اپنی سخاوت اور فیاضی کی وجہ سے ام المساکین کے لقب سے مشہور تھیں۔ صحیحین میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو اطلاع دی کہ تم میں سے سب پہلے مجھ سے آکر وہ ملے گی جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہوگا اور ایسا ہی ہوا سب سے پہلے ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا جو سب سے زیادہ سخی تھیں۔ (عربی محاورے میں سخی کو لمبے ہاتھ والا کہتے ہیں۔ مسلم شریف میں حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ ہم میں سب سے زیادہ دراز ہاتھ والی (یعنی صدقہ خیرات کرنے والی) حضرت زینب تھیں۔ وہ سوت کا تار کرتی تھیں اور دیگر محنت مشقت و باغت وغیرہ کر کے پیسہ حاصل کرتیں اور فی سبیل اللہ صدقہ خیرات کیا کرتی تھیں۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ناپ کے لحاظ سے حضرت سودہ کے ہاتھ دراز تھے، ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں یہی سمجھا کہ دراز ہاتھ والی بیوی کا انتقال پہلے ہونا چاہیے۔ مگر جب حضرت زینب کا انتقال ہوا تو ظاہر ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہاتھوں کا دراز ہونا نہ تھی بلکہ صدقہ و خیرات کرنے والے ہاتھ مراد تھے اور یہ سبقت حضرت زینب کو حاصل تھی، پہلے انہی کا انتقال ہوا۔³⁵

یہ آپ ﷺ کی تربیت کا ہی اعجاز تھا کہ تمام ازواجِ مطہرات کے دس دس ہزار درہم سالانہ مقرر تھے،³⁶ لیکن ازواجِ مطہرات اسے فی الفور صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارہ ہزار دینار مقرر تھے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے باوجود قناعت اختیار کرتیں اور ہمیشہ موٹے اور کم قیمتی کپڑے پہنتی تھیں اور تمام رقم راہِ خدا میں خرچ کر دیتیں۔³⁷

آپ ﷺ اکثر ازواجِ مطہرات کو ایثار کی تلقین فرمایا کرتے تھے جیسا کہ ایک دفعہ کسی سائل نے سوال کیا۔ حضرت عائشہؓ نے اشارہ کیا تو لونڈی ذرا سی چیز لیکر دینے چلی۔ آپ نے فرمایا ”عائشہؓ گن گن کر نہ دیا کرو ورنہ خدا تم کو بھی گن گن کر دیگا“³⁸ دوسرے موقع پر فرمایا ”آنحضور حضرت عائشہ سے فرمایا کرتے تھے اے عائشہ کسی مسکین کو اپنے دروازے سے خالی ہاتھ نہ جانے دو، کچھ نہ ہو تو چھو ہارے کا ایک ٹکڑا ہی سہی ضرور دے دو۔“³⁹

آپ ﷺ کی اخلاقی تربیت ہی کا ثمرہ تھا کہ آپ ﷺ کے اہل خانہ میں ایثار پسندی کی صفت اس قدر موجود تھی کہ امہات المؤمنین دوسروں کو خود پر ترجیح بھی دیا کرتی تھیں، ”ایک بار ایک صحابی کا ولیمہ تھا، حضور ﷺ نے فرمایا عائشہ کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ۔ حالانکہ خود حضور ﷺ کے ہاں رات کھانے کچھ باقی نہ رہا۔“⁴⁰ اور اس ایثار کی حد تو یہ تھی کہ حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو ہبہ کر دی تھی۔ اس پر وہ اس قدر متاثر ہوئیں کہ انہوں نے ان کی تعریف میں فرمایا:

”مجھے سب سے زیادہ یہی بات پسند آئی اور میری خواہش ہوئی کہ میں بھی سودہ بنت زمعہ جیسی بن جاؤں۔“⁴¹ عورت کا سوتن کو اپنی ذات پر ترجیح دینا واقعی تعجب خیز عمل ہے اور اس کی مثال شاذ و نادر ہی نظر آئے گی۔

۵۔ تربیتِ اولاد کا نبوی منہج

خاندانِ زوجین کے باہمی عائلی معاہدہ سے وجود میں آتا ہے۔ اور پھر اولاد اس رشتے کو مزید مضبوط کر دیتی ہے۔ والدین پر اولاد کی پرورش کے ساتھ ان کی تربیت کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”کسی والد نے اپنی اولاد کو بہترین اخلاق سے اچھا تحفہ نہیں دیا۔“⁴²

مولانا محمد شفیع لکھتے ہیں ”اولاد کو صحیح تعلیم و تربیت نہ دینا، جس کے نتیجے میں وہ خدا رسول ﷺ اور آخرت کی فکر سے غافل رہے، بد اخلاقیوں اور برائیوں میں گرفتار ہو قتلِ اولاد سے کم نہیں۔“⁴³

تربیتِ اولاد کا بہترین اسوہ آپ ﷺ کی ذات سے ملتا ہے۔ تربیتِ اولاد کے لیے بھی پہلا اصول محبت ہے۔ ان سے محبت اور شفقت کا برتاؤ کیا جائے۔

آپ ﷺ کی اپنی اولاد سے محبت مثالی ہے عرب جو کہ بیٹوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے اس معاشرے کو آپ ﷺ نے بیٹی کے ساتھ نہایت لطف و محبت سے پیش آنا سکھایا آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے فاطمہؓ میرا جگر گوشہ ہے۔⁴⁴ جب حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ سے ملنے آتیں آنحضور ﷺ اٹھ کر ان کا استقبال کرتے، ان کو بوسہ دیتے، انہیں خوش آمدید کہتے ان کے ہاتھ کو تھامتے اور اپنی جگہ بٹھاتے ان کے لیے اپنی چادر بچھا دیتے۔ اور جب آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی اٹھ کر آگے بڑھتیں استقبال کرتیں، آپ ﷺ کے ہاتھ کو پکڑتیں بوسہ دیتیں، اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔⁴⁵ نواسے نواسیوں سے بھی آپ ﷺ بے پناہ محبت کیا کرتے تھے ان سے ملنے گھر چلے جایا کرتے تھے اور پکارتے "اُمّ لکع؟ اُمّ لکع؟"⁴⁶

اقرع بن حابس تمیمی کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ ﷺ کو نواسوں سے پیار کرتے دیکھا تو کہنے لگا میرے تو دس بچے ہیں لیکن میں نے کبھی کسی کو پیار نہیں کیا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا "من لا یرحم لا یرحم"⁴⁷

حضرت حسنؓ اور حسینؓ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "ہا ریحانتا ی من الدنیا۔"⁴⁸

اور فرماتے "اللہم انی أحبہ، فأحبہ وأحب من یحبہ۔"⁴⁹

محبت والدین اور اولاد میں ایک اٹوٹ تعلق قائم کر دیتی ہے اس تعلق کے بنا تربیت اولاد ناممکن ہے، ڈانٹ ڈپٹ اور سختی بچوں میں باغیانہ سوچ کو جنم دیتی ہے اور اولاد کو ماں باپ سے متنفر کرتی ہے عصر حاضر کے خاندانی مسائل میں سے ایک مسئلہ Generation Gap ہے۔ اس کی وجہ اولاد اور والدین کے درمیان محبت کی کمی باہم گفت و شنید کا نہ ہونا ہے۔ اس مسئلے کا بہترین حل یہی ہے کہ اسوہ نبوی ﷺ کو سامنے رکھتے ہوئے اولاد کے ساتھ محبت و شفقت کا برتاؤ کیا جائے۔

تربیت اولاد کا دوسرا اہم اصول یہ ہے کہ اولاد جو کہ انسان کا سرمایہ حیات ہے اس کو وقت دیا جائے، اسے اپنے ساتھ رکھا جائے اور اپنے عمل سے اسے آداب و اخلاق سکھائے جائیں۔ آپ ﷺ اپنے نواساں کو اسی کو اپنے ساتھ رکھتے۔ ان کے ساتھ وقت گزارتے یہاں تک کہ نماز میں بھی انہیں اپنے ساتھ رکھتے۔ جیسا کہ ابو قتادہ بیان کرتے ہیں کہ:

رایت النبی یوم الناس وامامۃ بنت ابی العاص وحی ابنتہ زینب بنت النبی ﷺ علی عائقہ فاذا رکع وضعها، واذا رفع من السجود اعادها۔⁵⁰

میں نے نبی کریم ﷺ کو امامت کرواتے ہوئے دیکھا اور ابو العاص کی بیٹی امامہ جو نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب کی بیٹی بھی تھیں، آپ ﷺ کے شانہ اقدس پر تھیں۔ آنحضرت جب رکوع کرتے تو انہیں نیچے اتار کر رکھ دیتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو انہیں دوبارہ کندھے پر رکھ لیتے۔

اسی طرح سے حضرت حسن اور حسین کو بھی آپ اکثر اپنے ساتھ رکھتے اور اسی طرح نماز کے دوران بھی وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو وہ کود کر آپ ﷺ کی گردن اور پشت پر چڑھ جاتے تو نبی کریم آرام سے سر اٹھا کر انہیں بٹھا دیتے۔ ایک بار آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے، حضرت حسن اور حسین سرخ قمیض پہنے لڑکھڑاتے ہوئے آئے رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے آئے ان دونوں کو اٹھایا اور اپنے آگے بٹھالیا۔⁵¹

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے: ”جب بچہ سات سال کا ہو جائے اسے نماز کا حکم دو اور جب دس سال کا ہو جائے اسے سرزنش کرو“⁵²

بچوں کو نماز کی طرف راغب کرنے کا یہ بہترین طریقہ ہے کہ اسے نماز کے دوران ساتھ رکھا جائے، کیونکہ بچہ نقل کے ذریعے جلد سیکھتا ہے اور ہر وہ کام کرنا پسند کرتا ہے جو اس کے بڑے کرتے ہوں اس لیے تربیتِ اولاد کا ایک بہترین طریقہ یہ بھی ہے مختلف مواقع پر بچے کو اپنے ساتھ رکھا جائے تاکہ بہتر زندگی کے لیے بہترین تربیت کی جاسکے۔

آپ ﷺ اکثر اپنے نواسوں کو بھی مختلف دعائیں یاد کروایا کرتے تھے۔ انہیں نماز سکھاتے اور عمدہ اخلاق کی تربیت دیتے۔ سیرت النبی ﷺ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تربیت کا یہ سلسلہ اولاد کے جوان ہو جانے یا شادی کے بعد بھی ختم نہیں ہوتا، جیسا کہ آپ ﷺ اکثر حضرت فاطمہؓ کی شادی کے بعد بھی ان کی تربیت و اصلاح کے لیے فکر مند رہتے تھے۔

آپ ﷺ ایک رات حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا کیا تم نماز تہجد نہیں پڑھتے پھر آپ ﷺ اپنے گھر تشریف لے گئے اور رات کا کافی وقت نماز پڑھتے رہے اس دوران آپ ﷺ نے کوئی حس و حرکت محسوس نہ فرمائی تو دوبارہ ان کی طرف تشریف لائے اور بیدار کرنے کی خاطر فرمایا اٹھو نماز پڑھو۔⁵³

آنحضور ﷺ کا اپنے گھر سے چل کر حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جانا اور اس نماز کی ترغیب دینا جو فرض بھی نہیں اور پھر دوبار جانا، تربیتِ اولاد کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ آج کل کچھ والدین بچوں کو فجر کی نماز کے لیے بھی نہیں اٹھاتے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی اولاد کو مصائب و آلام پر صبر و شکر کی تعلیم بھی نہایت احسن انداز میں فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی غزوہ میں کچھ کنیزیں اسیں رسول اللہ ﷺ انہیں تقسیم فرما رہے تھے۔ حضرت فاطمہ کو بھی ایک خادمہ کی ضرورت تھی کیونکہ آپ گھر کے تمام کام خود سرانجام دیتی یہاں تک کہ بچی بھی خود بیٹیتیں، جس کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے۔ اور خود پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں جس کی وجہ سے سینہ پر مشک کی رسی کے نشان پڑ گئے تھے گھر بیوزمہ داریوں میں مدد کے لیے آپ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن حیا اور خودداری کے باعث کچھ کہہ نہ پائیں، حضرت علیؓ نے ترجمانی کی۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا ”ما عندی اعطیک۔“ آپ واپس چلی گئیں، اور پھر اس کے بعد آپ ﷺ ان کے پاس

تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تمہیں وہ چیز زیادہ پسند ہے جو تم نے طلب کی ہے یا اس سے بہتر چیز، حضرت علیؓ پاس تھے ان سے کہنے لگے کیسے وہ چیز جو اس سے بہتر ہے، حضرت فاطمہؓ نے ایسا ہی کہا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہو:

"اللهم رب السموات السبع ورب العرش العظيم ربنا ورب كل شيء منزل التوراة والانجيل والقرآن العظيم انت الاول فليس قبلك شيء وانت الاخر فليس بعدك شيء وانت الظاهر فليس فوقك شيء وانت الباطن فليس دونك شيء اقض عنا الدين واغننا من الفقر" 54

آپ ﷺ نے انہیں نماز کے بعد اور بستر پر آنے کے بعد پڑھنے والے کلمات سکھائے، اس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیاوی آسائشوں کی بجائے اولاد کو اخلاق سکھانا زیادہ اہم ہے۔ دوسری بات کے تربیت کی یہ ذمہ داری اولاد کی شادی ہو جانے کے بعد بھی ختم نہیں ہوتی، پھر آپ ﷺ کا استفہامیہ انداز کہ آیا تمہیں وہ چیز پسند ہے جو تم نے طلب کی ہے یا وہ جو اس سے بہتر ہے۔ اب یہاں آپ ﷺ اپنی اولاد کو ترجیحات کا تعین کرنا سکھا رہے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ دنیاوی عیش و آرام سے بے رغبتی اور اخروی فلاح کی طلب کی طرف راغب کر رہے ہیں۔ اسی طرح کا ایک واقعہ امام بخاری ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ کیسے آپ ﷺ نے اپنی اولاد کو دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنا سکھائی۔

أقى النبی بیت فاطمہ فلم یدخل علیہا وجاء علی فذکرت له ذالک فذکرہ للنبی ﷺ

نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر پہنچے لیکن ان کے ہاں تشریف نہ لے گئے، حضرت فاطمہؓ نے اس بات کا ذکر حضرت علیؓ سے کیا۔ آپ آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے اس بات کا ذکر فرمایا، آپ ﷺ نے جواب دیا "انی رايت علی بابها سترًا موشيا۔"

بلاشبہ میں نے اس کے دروازے پر رنگ برنگ پیر دیکھا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا "مالی وللدنیا؟"

حضرت فاطمہؓ کو جب یہ بات پتہ چلی تو فرمایا "لیا مرفی فیہ بما شاء۔"

آپ ﷺ نے فرمایا "ترسلی بہ الی فلان، اهل بیت، فیہم حاجة۔" 55 فلاں کو بھیج دو وہ محتاج گھرانہ ہے۔

اسی طرح ایک بار حضرت فاطمہؓ کے ہاتھوں میں سونے کی زنجیر دیکھی جو حضرت علیؓ نے انہیں بطور تحفہ دی تھی آپ ﷺ نے

اسے ناپسند کرتے ہوئے فرمایا: "یا فاطمة! بالعدل أن يقول الناس: فاطمة بنت محمد ﷺ وفي يدك سلسلة من نار؟"

حضرت فاطمہؓ نے اسے فوراً بیچ دیا اور اس رقم سے ایک غلام خرید کر آزاد کیا جب آپ ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا تو اللہ اکبر کہا اور

فرمایا: الحمد لله الذی نجی فاطمة من النار۔ 56

یہاں بھی آپ ﷺ کا انداز تربیت دیکھیں کہ براہِ راست منع نہیں کیا نہ حکم دیا کہ اسے اتار دو بلکہ استفہامیہ انداز اپناتے ہوئے انہیں سے پوچھا کہ کیا تم پسند کرو گی کہ لوگ کہیں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اس کے ہاتھ میں آگ کی زنجیر ہے۔

خلاصہ بحث

عصر حاضر تیز ترین ترقی کا دور ہے۔ مادیت پرستی عام ہوتی جا رہی ہے۔ والدین بچے دنیاوی تعلیم کے لیے جتنے کوشاں رہتے ہیں اتنے تربیتِ اخلاق کے لیے نہیں ہوتے کیونکہ تعلیم کا مقصد بھی معاشی فوائد کا حصول بن چکا ہے۔ دوسرا زندگی میں آنے والی نئی ایجادات نے انسان کو انسان سے دور کر دیا ہے، افراد خانہ کی ملاقات عام طور پر کھانے کی میز پر ہی ہوتی ہے۔ ہر فرد مصروفیت کا شکار ہے۔ نتیجتاً بچے والدین کی نگرانی سے دور اور میڈیا کے ہاتھوں پرورش پا رہا ہے۔ آج کے بچے کی تربیت میڈیا کر رہا ہے۔ اسی لیے خاندانی اور اخلاقی اقدار کمزور ہوتی جا رہی ہیں۔ زندگی کا حسن اس کے توازن میں پوشیدہ ہے۔ اور اگر یہ توازن بگڑ جائے تو سب کچھ بکھر جاتا ہے۔ لہذا والدین کو اپنے اپنے دائرہ عمل میں رہتے ہوئے اپنی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا چاہیے، اس کے لیے چند تجاویز ہیں

۱۔ والدین خود کو اخلاق حسنہ کا خوگر بنائیں۔

۲۔ والدین کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔

۳۔ اگر والدین میں تنازعات ہوں بھی تو ان کو پس پشت ڈال کر بچوں کی بہترین پرورش کی خاطر گھر کے ماحول کو محبت، الفت، شفقت، عزت، احترام دوستی اور تعاون سے بھر پور بنائیں۔

۴۔ بچوں کو نیکی کی ترغیب دیں۔

۵۔ بچوں کو وقت دیں، ان کے معاملات میں دلچسپی کا اظہار کریں۔

۶۔ بچوں کے ساتھ ایسا رویہ اپنائیں کہ وہ والدین کو اپنا دوست مانیں اور سب سے زیادہ انہیں پر اعتماد کریں اپنی ہر بات ان کو بتائیں۔

۷۔ ان کے دوستوں پر نظر رکھیں۔

۹۔ بچوں میں مطالعہ کا شوق پیدا کیا جائے اور اخلاقی اقدار پر مبنی سبق آموز کہانیاں اور مضامین پڑھائے جائیں۔

۱۰۔ میڈیا بھی خاندانی نظام میں تربیت کے حوالے سے بہت مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔ اگر ٹی۔وی چینلز پر بامقصد پروگرام دکھائے جائیں۔ اگر میڈیا اپنا درست کردار ادا کرے تو خاندان کیا قوم کی تعمیر کر سکتا ہے، اس لیے میڈیا کو مثبت کردار ادا کرنا چاہیے۔

حوالہ جات

¹Oxford advanced learners Dictionary, pg.510

²الموسوعة الفقهية، ۴: ۲۲۳

³زبیدی، محمد بن عبدالرزاق (۱۲۰۵ھ)، تاج العروس من جواهر القاموس، دار الہدایہ، ۱۴۲۳ھ، ۱۰: ۵۱

⁴ابن منظور افریقی، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، مطبوعہ نشر ادب الموحدة، ایران، ۱۱: ۳۸۸

⁵ایضاً: ۳۸۶

⁶راغب اصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد، (۵۰۲ھ)، المفردات فی غریب القرآن، دار القلم، الدار الشامیہ، دمشق بیروت، ۱۴۱۲ھ، ۱: ۲۹۷

⁷زبیدی، تاج العروس من جواهر القاموس، ۲۵: ۲۵۴

⁸جرجانی، علی بن محمد، التعریفات، دار لکتاب العربی، بیروت لبنان ۲۰۰۲ء، ۱: ۱۰۱

⁹زبیدی، تاج العروس من جواهر القاموس، ۲۵: ۲۵۷

¹⁰ازدی، محمد بن الحسن بن درید، (المتوفی: ۳۲۱ھ)، جمرۃ اللغة، دار العلم للملایین، بیروت، الطبع الاولی ۱۹۸۷ء، ۱: ۶۱۸

¹¹بخاری، محمد بن اسماعیل (۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننه وایامہ، مکتبہ دار طوق النجاة، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث:

۸۹۳

¹²حنبل، احمد بن محمد، (متوفی: ۲۴۱ھ) المسند، رقم الحدیث: ۲۵۸۱۳، مؤسسة الرسالۃ، طاولی ۱۴۲۲ھ-۲۰۰۱

¹³ایضاً، ۲۵۲۱

¹⁴القلم، ۶۸: ۴

¹⁵احمد بن حنبل، المسند، رقم الحدیث: ۲۴۶۷۷

¹⁶ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (۲۷۹ھ)، السنن، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی، رقم الحدیث: ۳۸۹۵، دار الغرب الاسلامی، بیروت

¹⁷عبداللہ بن دہلوی، مدارج النبوة، مترجم (الحاج مفتی غلام معین الدین نعیمی) شبیر برادرزہ، اردو بازار لاہور، جولائی ۲۰۰۴ء، ۲: ۴۶

¹⁸بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، رقم الحدیث: ۶۰۵۴

¹⁹ایضاً، رقم الحدیث: ۶۰۳۲

²⁰ایضاً، رقم الحدیث: ۶۰۲۴

²¹الاحزاب، ۳۳: ۳۲

²²احمد بن حنبل، المسند، رقم الحدیث: ۲۶۲۱۰

- 23 ابوداؤد سلیمان بن الأشعث، (التوفی: ۲۷۵ھ)، السنن، کتاب الادب، باب فی الغیبة، رقم الحدیث: ۴۸۷۵، المكتبة العصرية، صیدا، بیروت
- 24 مدارج النبوة، ۲: ۵۵۹
- 25 مسلم بن حجاج (۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلوة والآداب، باب صلیة الرحم و تحريم قطعيتها، رقم الحدیث: ۲۵۵۵
- 26 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الهبة وفضلها و التحریض علیها، رقم الحدیث: ۲۵۹۲
- 27 ایضاً، کتاب المناقب الانصار، باب تزویج النبی ﷺ خدیجہ وفضلها، رقم الحدیث: ۳۸۱۶
- 28 ایضاً، باب مناقب قریش، رقم الحدیث: ۳۵۰۳
- 29 بخاری، محمد بن اسماعیل (التوفی: ۲۵۶ھ)، الادب المفرد، باب التطاول فی البیان، رقم الحدیث: ۴۵۱، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، طبع الثالث، ۱۹۸۹ء
- ۱۴۰۹ھ
- 30 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: ۶۴۵۵
- 31 ایضاً، رقم الحدیث: ۶۴۵۸
- 32 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المظالم والنصم، باب الغریفة، والعلیہ المشرقة، رقم الحدیث: ۲۴۶۸
- 33 انس بن مالک، امام (التوفی: ۱۷۹ھ) الموطأ، کتاب الصدقة، رقم الحدیث: ۳۶۵۵، مؤسسة زاید بن سلطان آل نھیان الاعمال الخیریة والانسانیة، ابو ظہبی الامارات، طبع الاولی ۲۰۰۴
- 34 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب المناقب قریش، رقم الحدیث: ۳۵۰۵
- 35 مسلم، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل زینب ام المومنینؓ، رقم الحدیث: ۲۴۵۲
- 36 محمد ابن سعد، الطبقات، ۳: ۱۰۱
- 37 مستدرک حاکم، ۸، ۷: ۴
- 38 ابوداؤد، السنن، کتاب الزکاة، باب الخ، رقم الحدیث: ۱۷۰۰
- 39 احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۷۹
- 40 ایضاً، ۳: ۱۲۳
- 41 مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الرضاع، باب جواز بیعتھا و بیعتھا لھما، رقم الحدیث: ۱۴۶۳
- 42 ترمذی، محمد بن عیسیٰ (۲۷۹ھ)، السنن، ابواب البر والصلیة، باب ماجاء فی ادب الولد، رقم الحدیث: ۱۹۵۲، دار الغرب الاسلامی - بیروت، ۱۹۹۸ء
- 43 مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارة المعارف، کراچی، طبع جدید ۲۰۰۸، جلد سوم، ص ۴۸۴
- 44 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب ذب الرجل عن ابنته فی العیرة والانصاف، رقم الحدیث: ۵۲۳۰
- 45 ابوداؤد، السنن، ابواب السلام باب ماجاء فی القیام، رقم الحدیث: ۵۲۱۷
- 46 مسلم، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسن و حسینؓ، رقم الحدیث: ۲۴۲۱
- 47 ترمذی، السنن، ابواب البر والصلیة، باب ماجاء فی رحمۃ الولد، رقم الحدیث: ۱۹۱۱

- 48 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقہ، رقم الحدیث: ۵۹۹۴
- 49 مسلم، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسن وحسینؑ، رقم الحدیث: ۲۴۲۱
- 50 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصلاة، باب اذا حمل جارية صغيرة على عنقته في الصلاة، رقم الحدیث: ۵۱۶
- 51 ابوداؤد، السنن، کتاب تفریع ابواب الجمعة، باب الامام تقطع الخطبة للامر، رقم الحدیث: ۱۱۰۹
- 52 ترمذی، السنن، ابواب الصلاة، باب ما جاء متى يؤمر الصبي بالصلاة، رقم الحدیث: ۴۰۷
- 53 نسائی، السنن، کتاب قیام اللیل، باب الترغیب فی قیام اللیل، رقم الحدیث: ۱۶۱۲
- 54 مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب ما يقوم عند النوم اخذ المصحح، رقم الحدیث: ۲۷۱۳
- 55 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الهبة، باب هدية ما يكره لبسها، رقم الحدیث: ۲۶۱۳
- 56 نسائی، السنن، کتاب الزينة، الكراهية للنعاء في اظهار الحلى والذهب وتطوع النصار، رقم الحدیث: ۵۱۴۰